مُلا معاویہ حنفی

طالبان نے کیا کھویا......؟

ان دنوں تمام صحافتی حلقوں کی توپوں کا رخ سادہ لوح بندوں طالبان کی طرف ہے، جی بھر کران کے خلاف ہذیان اگلا جارہا ہے۔ ان صحافتی بوجھ بجھکڑوں کا بس چلے تو طالبان کے ایک ایک فرد کو زندہ پیس کررکھ دیں اور شاید اس کے باوجود ان کی آتش غضب ختم نہ ہو، انہیں غصہ ہے تو اس بات پر کہ طالبان نے ان کے قیمتی مشورے کیوں نہیں مانے اور ضد ،ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ شاید ان کی جھنجلاہٹ اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب وہ سوچتے ہیں ''مُلا'' نے افغانستان پر حکمرانی کی ہے۔ طالبان نے اگر اللہ رب العزت کی ذات پر بھروسہ اور اس سے امیدیں نہ لگائی ہوتی تو شاید ایسا کرگزرتے اور ان کے زریں مشوروں پر عمل درآمد کرکے اپنی آخرت برباد کرچکے ہوتے مگر وہ ایسا نہیں کرسکے۔ انہوں نے تو روز اوّل سے اس بات کا عہد اور عزم مصمم کیا تھا کہ اگر زمین کے ایک انچ پر بھی قبضہ ہوگا تو وہاں بھی اللہ رب العزت کے نازل کردہ احکام کی تنفیذ ہوگی، چاہے اس دوران ان کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے محض اقتدار پر قبضہ کرنا ہوتا تو انہیں ہزاروں کی تعداد میں اپنے جگر گوشے شہید، بچے یتیم اور خواتین بیوہ کرانے کی کیا ضرورت تھی۔ واقعات کا کھوج لگایا جائے اور انصاف کے ساتھ تحقیق کی جائے تو یقیناً ان خودساختہ دانش وروں کا سارا بھرم کھل جائے گا اور اقبالؒ کی زبان میں کہنا پڑے گا۔

گلۂ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی بت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہَری ہَری

اس وقت حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ طالبان نے شیخ اسامہ کو امریکہ کے حوالے نہ کرکے اپنے رویے میں لچک پیدا نہ کرکے کیا کھویا اور کیا پایا ہے.؟ مادہ پرستی سے چندھیائی نگاہوں سے دیکھا جائے اور بزدلوں کے خوفزدہ دھڑکتے دل سے سوچا جائے تو یقیناً انہوں نے کھویا ہی کھویا ہے، پایا کچھ بھی نہیں۔ البتہ بزدلی، بے غیرتی، نام نہاد حکمت عملی اور دوراندیشی کا سیاہ چشمہ اتارلیا جائے اور قرآن وحدیث کے اصول وضوابط اور اپنے عقیدہ ونظریہ کی نگاہِ دوربیں سے دیکھا جائے تو طالبان نے ابھی تک کچھ نہیں کھویا بلکہ پایا ہی پایا ہے، یا کم تر درجے میں یہ فرض کرلیا جائے کہ جہاں کچھ کھویا ہے تو وہاں زیادہ پایا ہے۔

آیئے! ذرا اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ طالبان نے کیا حاصل کیا ہے......؟ انہوں نے جب اسپین بولدک سے اپنی تحریک کا آغاز کیا تو وہ ایک بہت محدود اور چھوٹی سی جگہ تھی جبکہ دوسری طرف پورا افغانستان اور مدّ مقابل پورا عالم کفر تھا مگر اس کے باوجود انہوں نے عدل وانصاف اور شریعت اسلامیہ کا پرچم حق تھام کر قدم بقدم آگے بڑھنا شروع کیا، انہوں

نے لازم قرار دے لیا تھا کہ جہاں جائیں گے قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کریں گے، اس سے ہٹ کر کوئی ازم، کوئی جمہوریت، کوئی شہنشاہیت، کوئی قبائل جرگہ یا دیگر مین میڈ لاز نہیں چلیں گے۔ چنانچہ انہیں اللہ رب العزت کی خصوصی نصرت حاصل ہوئی اور کئی صوبے تو انہوں نے بغیر لڑے فتح کر لئے۔ یہ ان کے اعلیٰ اخلاق واوصاف اور عدل وانصاف کی فتح تھی، حتیٰ کہ افغانستان کا پچانوے فیصد سے زائد حصہ ان کے زیرنگیں آ گیا۔ اس وقت افغانستان جو کہ پہلے سینکڑوں مملکتوں کا منظر پیش کر رہا تھا اور وہاں کسی انسان کا قتل کر دینا معمولی سی بات تھی، اب مکمل امن وامان اور قومی وحدت کا منظر پیش کر رہا تھا، آپ تحقیق کر کے دیکھ لیجیے کہ طالبان کے زیر قبضہ علاقوں میں کتنی ڈکیتیاں ہوئیں؟ کتنی چوریاں ہوئیں؟ کتنے قتل ہوئے؟ کتنی آبروریزیاں ہوئیں؟ تحقیق کی جائے تو یقیناً حیران کن معلومات ہوں گی کہ جہاں پاکستان کے ایک ضلع میں ایک دن کے اندر جتنے جرائم پیش آتے ہیں وہاں ملک بھر میں شاید سال بھر میں بھی نہیں ہوئے ہوں گے اس لئے کہ وہاں قرآن کا حکم لاگو تھا، قانون کی بالادستی تھی، عدل وانصاف مفت اور آسان دستیاب تھا، طالبان کے مثالی دور میں ایک شخص بغیر کسی خوف اور ڈر کے کروڑوں کا سامان ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک لے جا سکتا تھا۔ آکسفورڈ کے پڑھے لکھے اور مغرب سے مرعوب لوگ بہت جلد بے دھیانی میں کہہ جاتے ہیں کہ طالبان جاہل تھے انہیں سوائے طلاق، وراثت، نماز، روزہ اور فرقہ ورانہ مسائل کے کچھ آتا ہی نہیں تھا، کیا پوچھا جا سکتا ہے کہ اس ملک میں بہترین تعلیم یافتہ، ممتاز قانون دان، اعلیٰ صلاحیتوں کی مالک انتظامیہ، عسکری لحاظ سے طاقتور فوج ہونے کے باوجود جرائم کی تعداد اور رفتار کیا ہے...... اور کیوں ہے؟ ''ان پڑھ مُلا'' نے پوری دنیا کی مخالفت اور تمام تر اقتصادی پابندیوں کے باوجود انداز جہانبانی کی بہترین مثال قائم کی ہے۔ یہی بات پوری دنیا کے کفار اور یہود ونصاریٰ کو کھلتی تھی، ان کے جسم کا رُواں رُواں لرزاں رہتا تھا کہ ایک ملک میں مکمل اسلامی نظام کیوں نافذ ہے اور اس کے نتیجے میں وہاں امن وامان کی کیفیت کیوں ہے؟ دنیا بھر کے کافروں نے امارت اسلامی افغانستان کے خلاف مختلف انداز اور اطراف سے حملہ آور ہونے کی کوشش کی، کبھی خواتین کی بے حرمتی اور ان کی آزادی سلب کرنے کے الزام لگائے، کبھی جدید تعلیم بند کرنے کے الزام لگائے، کبھی پوست کی کاشت کا الزام۔ جب کسی طرح بھی پیش نہ گئی تو طالبان پر دہشت گردوں کو پناہ دینے کا الزام لگا دیا۔ دہشت گردی کا الزام ان پر لگایا گیا جنہیں کل تک امریکہ مجاہد کہتا رہا تھا۔ بدقسمتی کہہ لیں یا کچھ اور کہ شیخ اسامہ بن لادن جو بیت المقدس کی آزادی اور جزیرۃ العرب سے امریکی فوجوں کے انخلاء کے داعی ہیں وہ بھی افغانستان میں موجود تھے، انہیں چند جھوٹے واقعات میں ملوث بتا کر طالبان سے مانگنا شروع کر دیا کہ یہ شخص ہمارے حوالے کر دو۔

شیخ اسامہ بن لادن طالبان کے صرف مہمان ہی نہ تھے بلکہ پوری افغان قوم کے محسن بھی تھے اور ان کا سب سے بڑا رشتہ اسلام کا تھا، وہ طالبان کے مسلمان بھائی تھے، دنیا کے کسی بھی اخلاقی اصول میں نہیں ہوتا کہ دشمن اگر بھائی کو

طلب کرے تو اس کے حوالے کر دو، یہاں تو دین کا رشتہ تھا، کیسے امریکہ کے حوالے کر دیا جاتا۔ کوئی ثبوت، کوئی گواہ کسی قسم کے شواہد...... ؟ کچھ بھی تو نہیں۔ ۱۱ ستمبر کا واقعہ بلاشبہ غیر معمولی واقعہ تھا، ہزاروں جانیں اس میں تلف ہو گئیں، مگر اس واقعے کی تمام تر ذمہ داری چند ہی گھنٹے کے بعد شیخ اسامہ پر ڈال دی گئی۔ تحقیق و تفتیش کا کوئی ایک مرحلہ بھی اختیار نہیں کیا گیا۔ امریکہ نے امارتِ اسلامی سے شیخ کو مانگا اور حوالے نہ کرنے کی صورت میں سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں۔ ۱۱ ستمبر سے لے کر ۷ راکتوبر تک طالبان کے خلاف جائز و ناجائز ہر طرح کی میڈیا مہم چلائی گئی، انہیں جاہل، اجڈ، گنوار، دقیانوسی اور پتھر کے زمانے کے لوگ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یقیناً طالبان آج کے نہیں پتھر کے زمانے کے لوگ ہیں تبھی تو اپنے اس موقف پر چٹان کی طرح ڈٹ گئے کہ پہلے ثبوت بعد میں کچھ اور، اگر نرم و نازک دور جدید کے لوگ ہوتے تو شاید ''صاحب عصر'' کی طرح چوبیس گھنٹے سے بھی پہلے وہ شیخ اسامہ کو ہتھیلی پر رکھ کر امریکہ کے قدموں میں پیش کر چکے ہوتے۔ طالبان نے اس سلسلے میں جو مؤقف اپنایا وہ قانونی تقاضوں کے عین مطابق تھا۔ دین و شریعت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ طالبان اگر شیخ اسامہ کو بغیر کسی ثبوت کے امریکہ کے حوالے کر دیتے تو یہ شریعت اسلامیہ سے انحراف کے مترادف ہوتا، چلئے اگر ثبوت ہوتے بھی تو کیا شریعت انہیں ایک مسلمان کو کافر کے حوالے کرنے کی اجازت دیتی ہے؟ پھر بھی انہوں نے اس سلسلہ میں وہ تدبیر اختیار کی جو معاملات کو سدھار سکتی تھی

انہوں نے ۱۱ ستمبر کے واقعے سے قبل امریکہ سے کہا تھا کہ شیخ اسامہ کے متعلق ثبوت افغانستان کی اسلامی عدالت میں پیش کئے جائیں تا کہ یہاں ان کا محاسبہ ہو سکے۔ اس کیلئے انہوں نے امریکیوں کو ایک ماہ سے زائد مہلت بھی دی مگر امریکہ ایسا کرنے سے قطعی قاصر رہا۔ طالبان نے دوسری تجویز دی کہ تین اسلامی ملکوں کے جید علماء پر مشتمل بینچ اس بات کا فیصلہ کرے کہ اسامہ مجرم ہیں یا نہیں؟ امریکہ اس طرف بھی نہیں آیا، تیسری تجویز غالباً او آئی سی کے حوالے سے تھی مگر امریکیوں پر ایک ہی ضد سوار رہی کہ نہیں! اسامہ ہمارے حوالے کر دو ورنہ...... ؟

۱۱ ستمبر کے بعد امریکہ نے شیخ اسامہ بن لادن کی حوالگی کی رٹ لگائے رکھی اور اس کے علاوہ کوئی اور بات سننا یا سوچنا گوارا ہی نہیں کی حالانکہ نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی دہشت گردی کے تمام اشارے، کنائے یہودیوں کی طرف جاتے ہیں۔ ۴ ہزار یہودیوں کا ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے غائب ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہودی اس دہشت گردی میں ملوث تھے۔ دنیا بھر کے ماہرین قانون، عالمی قانون ساز ادارے، روس، چین اور فرانس کے علاوہ اکثر ممالک نے افغانستان کے خلاف جارحیت پر اپنے اپنے تحفظات پیش کئے، اس سب کچھ کے باوجود امریکہ نے بڑے ملکوں کو نرمی اور لجاجت سے سمجھا بجھا کر اور پاکستان، ازبکستان جیسے غریب ملکوں کو ڈرا دھمکا کر اپنی جارحانہ اور ظالمانہ کارروائی میں حصہ لینے پر مجبور کیا۔ کولن پاؤل کا بیان ریکارڈ پر ہے کہ اس نے کہا ''ہم نے پاکستان سے کہا کہ وہ دہشت گردی کے خلاف ہماری مہم میں شامل ہو جائے ورنہ وہ دنیا بھر میں قرضوں کے بوجھ تلے دبا تنہا ملک رہ جائے گا''۔ ۷ راکتوبر سے امارت

اسلامی افغانستان پر امریکی جارحیت کا آغاز ہوا اور اس نے چھوٹے سے ملک پر بدترین بمباری کا آغاز کیا، پہلے ہی حملے میں افغانستان کے تمام بڑے شہروں میں موجود سرکاری عمارتوں، فوجی تنصیبات اور عسکری چھاؤنیوں کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ سلسلہ ایک ماہ سے زائد عرصہ تک چلا۔ اس دوران طالبان نے نہ صرف بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا بلکہ امریکہ طالبان کی چھوٹی قیادت سے لے کر اعلیٰ قیادت تک کسی کو بھی نشانہ بنانے میں ناکام رہا، امریکہ نے اپنی دانست میں افغانستان پر فضائی برتری حاصل کرنے کے بعد جیسے ہی قندھار پر زمینی حملہ کرنے کیلئے اپنے کمانڈوز اور ہیلی کاپٹر بھیجے تو اسے اپنی لاشوں کے سوا کچھ نہ ملا اور وہ بری طرح ناکام ہوگیا۔ فضائی حملوں کے طول پکڑنے اور زمینی حملہ کرنے کے باوجود کسی قسم کی کامیابی نہ ہونے کی وجہ سے اس پر شدید جھنجھلاہٹ طاری ہوگئی اور افغانستان کی شہری آبادی کو نشانہ بنانا شروع کیا، ساتھ ہی افغان عوام میں چھپے ہوئے غداروں کو تلاش کر کے انہیں ڈالر اور اسلحہ مہیا کیا اور انہیں طالبان کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔

یہاں ٹھہر کر ذرا سوچئے کہ ایک ایسا ملک، جس کے پاس، ہر طرح کے وسائل ہوں، بہترین فوج ہو، جنگی ساز و سامان ہو وہ ملک جارح دشمن کا تا دیر مقابلہ نہیں کرسکتا۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان تین جنگیں ہوئیں، تینوں چند روز سے زیادہ عرصہ تک نہیں رہیں، مگر ان کے اثرات آج بھی محسوس کئے جاتے ہیں۔ اے ء کی جنگ میں پاکستان ایک بازو گنوا بیٹھا اور نوے ہزار فوج بھارت کی قید میں چلی گئی۔ عربوں اور اسرائیل کے مابین دو جنگیں ہوئیں اور چند روز سے زیادہ عرصہ عرب جنگ نہیں لڑ سکے۔ افغانستان کا معاملہ تو ان سے بالکل مختلف تھا، پاکستان، سعودی عرب اور عرب امارات نے بھی سفارتی تعلقات توڑ دیئے، عرصہ سے جاری اقتصادی پابندیاں اور پاکستان کا طالبان کے خلاف امریکی مہم میں فرنٹ لائن پر جا کھڑے ہونا، یہ تمام بیان کردہ مشکلات معمولی نہیں، اس کے باوجود طالبان نے دین، عزت، غیرت، ملت اور افغان روایات سے دست بردار ہونے سے انکار کیا، شہری آبادی کو نقصان سے بچانے اور اپنی جنگی نفری کو محفوظ رکھنے کیلئے افغانستان کے بیشتر علاقوں سے واپس نکلنے کا عظیم فیصلہ کیا۔ یہ جنگی حکمت عملی تھی، اکثر علاقوں سے بڑے منظم انداز میں واپسی ہوئی، مزار شریف سے طالبان کے مایہ ناز کمانڈر ملا داداللہ اپنی فوجوں کو محفوظ راستوں کی طرف نکالنے کے بعد آخر میں خود نکلے۔ کابل سے بھی اس انداز میں پیچھے ہٹے کہ چوبیس گھنٹے تک شمالی اتحاد والوں کو اندازہ ہی نہ ہوسکا کہ طالبان شہر سے نکل گئے ہیں۔ مشرقی اور جنوبی صوبوں سے واپسی بھی اسی انداز میں ہوئی۔ یہاں ایک بات ذہن میں رکھئے کہ طالبان کی حکومت کوئی شخصی یا دنیاوی حکومت نہیں تھی بلکہ خالصتاً اسلامی حکومت تھی، اس لئے طالبان کی واپسی کو محض مادی نگاہوں سے دیکھنے کی بجائے قرآن وحدیث اور امور تکوینیات کے حوالے سے بھی دیکھنا ہوگا۔ اسلامی امارت مسلمانوں کی متحدہ قوت کی علامت، دین اسلام کی آبرو اور اللہ رب العزت کی طرف سے سایۂ رحمت ہوتی ہے۔ دانا وحکیم لوگ جانتے ہیں کہ نعمت کی بے قدری ہو تو وہ واپس لے لی جاتی ہے، طالبان من جانب اللہ فرستادہ تھے، وہ اللہ کی نعمتوں کی رداء خاص تھے

۔لوگوں نے ان کی قدر کی تو اللہ پاک اپنی نعمتوں کی اس رداء کو پھیلاتے چلے گئے، یہاں تک کہ ناقدروں تک پہنچ کر رک گئی ،اس رداء رحمت کے سایہ میں لوگوں کو امن، سکون، راحت اور معاشی فارغ البالی ملنا شروع ہوئی، دین کی عظمت کا جھنڈا بلند ہوا مگر جب لوگوں نے ناقدری شروع کی اور امریکہ سے ڈالر اور اسلحہ لے کر امارت اسلامی کے خلاف بغاوت کیلئے پر تولنے لگے تو اللہ پاک نے اپنی رداء رحمت سمیٹ لی۔ یہ حقیقت ہے کہ طالبان جہاں جہاں سے واپس پلٹے ہیں، وہاں وہاں فتنوں، خونریزیوں اور لوٹ مار کے بندھن کھل گئے ہیں، اس وقت طالبان کے چھوڑے ہوئے علاقوں میں ۹۴ء سے قبل کی بدامنی سے بھی زیادہ سنگین حالات ہیں۔ افغانستان کے لوگ طالبان کو پکار رہے ہیں اور دہائیاں دے رہے ہیں کہ تم ہمیں چھوڑ کر کہاں چلے گئے؟ مگر اب یہ شاید پکار...... یہ آہ وبکا صدا بصحرا ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کا جرم جیسا ہوا، ویسی ہی نقد سزائیں بھی شروع ہوگئی ہیں۔ عالم اسلام کے مسلمان طالبان کی وجہ سے فخر محسوس کرتے تھے ،انہوں نے اپنی حکومتوں کو طالبان کی وجہ سے اچھے تعلقات پر مجبور نہیں کیا، امریکی جارحیت کے موقع پر مسلم حکمران الگ بیٹھے مظلوم طالبان کا تماشا دیکھتے رہے تو ان کا فخر چھن گیا۔ پاکستان مسلمان اور ہمسایہ ملک ہونے کے ناطے اس قہرالٰہی کا زیادہ نشانہ بنا ہے۔ کابل سے طالبان کے نکلتے ہی پاکستان کی نامرادیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ پاکستانی حکمرانوں نے بدمعاش امریکہ کا ساتھ دے کر افغانستان کے ساتھ بدترین بدعہدی کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ جہاں ایک طرف امریکہ اسے نظرانداز کر چکا ہے وہیں جغرافیائی لحاظ سے دشمنوں کے درمیان سینڈوچ بن کر رہ گیا ہے۔ جغرافیائی اور عسکری ماہرین کی آراء کی روشنی میں مستقبل کی ممکنہ تباہی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ پاکستان بھر میں پھیلی ہوئی جہادی اور دینی تنظیموں نے بھی اپنی شرعی ذمہ داری پوری نہیں کی، قرآن مجید اور حدیث میں بیان کردہ ذمہ داریوں سے ہٹ کر انہوں نے پرامن مظاہرے، ہڑتالوں اور عمل سے خالی پرجوش تقریروں پر اکتفاء کیا، چنانچہ ان کے گرد پنجۂ یہود رفتہ رفتہ بڑھ رہا ہے اور ان کا بھی گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔ اس سارے پس منظر میں طالبان نے کیا پایا؟ تو سنیئے! اگر آپ قرآن مجید پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا اقرار کرتے ہیں۔

☆ ایک جگہ جمع ہونے سے ان کی قوت مجتمع اور متحد ہوگئی ہے۔ ☆ اب وہ امریکہ کیلئے آسان نشانہ نہیں رہے ☆ انہیں گوریلا کارروائیاں کرنے میں آسانی ہوگئی ہے۔ ☆ بغاوتوں اور کسی بڑے سانحے سے بچ گئے ہیں۔ ☆ ان کی وجہ سے جو بے گناہ شہری شہید ہو رہے تھے، محفوظ ہوگئے۔ ☆ اس کڑے وقت میں کھرے اور کھوٹے کی پہچان آسان ہوگئی ہے۔ ☆ اب ان لوگوں کی آنکھیں بھی کھل گئی ہیں جو رات دن طالبان کی مخالفت کرتے تھے کہ وہ ان کے تحفظ کے ضامن تھے۔ ☆ بہت سے طالبان کو اللہ پاک نے شہادت سے نوازا ہے، جو ان کی عنداللہ قبولیت کی زندہ علامت ہے اور یقین والوں کیلئے بڑا درس۔

حضرت امیرالمؤمنین دامت برکاتہم نے یقین وایمان بھرے لہجے میں فرمایا کہ امریکہ عنقریب تباہ ہونے والا ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۴۹ پر ملاحظہ فرمائیں)